

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شخصیت کی تجلیاں

<?xml encoding="UTF-8">

شہزادی کائنات (علیہا السلام)، اللہ تعالیٰ کے سب سے عظیم الشان پیغمبر کی بیٹی، پہلے امام امیر المؤمنین (علیہ السلام) کی شریکۂ حیات، سلسلہ امامت کی دو درخشاں ترین شخصیتوں کی مادر گرامی ہیں بیشک آپ ہی آخری رسالت الہیہ کا روشن و منور ائینہ ہیں نیز عالمین کی عورتوں کی سیدہ و سردار اور رسول اطہر کی پاک و پاکیزہ ذریت کا صدف اور ان کی طیب و طاہر نسل کا سر چشمہ آپ ہی کی ذات ہے۔ آپ کی تاریخ، رسالت کی تاریخ سے جڑی ہوئی ہے کیونکہ آپ ہجرت سے اٹھ سال پہلے پیدا ہوئیں اور انحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات کے چند مہینے بعد ہی اس دنیا سے تشریف لے گئیں۔ آپ کی عظمت و منزلت نیز مقصد شریعت کے بارے میں آپ کی دوڑدھوپ کی بنا پر نہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے زبان وحی و رسالت سے اسکا بار بار اسی طرح اعلان کیا ہے جس طرح قرآن مجید نے صراحت کے ساتھ اہلبیت (علیہم السلام) کے فضائل و کرامات کا تذکرہ کرنے کے علاوہ شہزادی کائنات کی عظمت و منزلت کا خصوصی تذکرہ بھی فرمایا ہے۔

1- شہزادی (علیہم السلام) کائنات قرآن مجید کی روشنی میں

جن لوگوں نے حق کی راہ میں قربانی دی ہے قرآن مجید کی آیتوں میان کی تجلیل و تعظیم کے ساتھ ساتھ ان کی مدح و ثنا بھی ہوئی ہے چنانچہ ان آیتوں کی تلاوت کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ قرآن مجید نے جن لوگوں کا خصوصی تذکرہ کیا ہے اور ان کے کردار اور فضائل و کمالات کی نمایاں طور سے تعریف کی ہے ان میں اہلبیت (علیہم السلام) پیغمبر ہر مقام پر سر فہرست نظر آتے ہیں مورخین اور مفسرین نے نقل کیا ہے کہ ان حضرات کی مدح و ثنا میں کثرت کے ساتھ قرآن مجید کی آیتیں نازل ہوئی ہیں بلکہ قرآن مجید کے متعدد سورے تو ان کے بتائے ہوئے جادہ حق اور ان کے حسن عمل کی تائید اور مدح سرائی کے ساتھ ان کی پیروی کی دعوت سے مخصوص ہیں۔

1- کوثر رسالت

کوثر یعنی خیر کثیر اور اگرچہ بظاہر اس میں وہ تمام نعمتیں شامل ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نوازا تھا لیکن سورہ کوثر کی آخری آیت کی شان نزول کے بارے میں جو تفصیلات ذکر ہوئے ہیں ان سے یہ بالکل واضح ہے کہ اس خیر کثیر کا تعلق کثرت نسل اور اولاد سے ہے جیسا کہ آج پوری دنیا جانتی ہے کہ رسول اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نسل طیبہ آپ کی اکلوتی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) سے ہی چلی ہے جسکا تذکرہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعض احادیث میں بھی موجود ہے۔

مفسرین نے اس سلسلہ میں یہ نقل کیا ہے کہ عاص بن وائل نے ایک دن قریش کے بڑے بڑے لوگوں سے یہ کہا: محمد تو لا ولد، ہیں اور ان کا کوئی بیٹا نہیں ہے جو ان کا جانشین بن سکے لہذا جس دن یہ دنیا سے چلے جائیں گے اس دن ان کا کوئی نام لینے والا بھی نہ رہے گا۔

یہی شان نزول جناب ابن عباس اور اکثر اہل تفسیر نے ذکر کی ہے اور مشہور مفسر، فخر رازی نے کوثر کے معنی کے بارے میں اگرچہ مفسرین کے اختلاف کا تذکرہ کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے واضح الفاظ میں یہ بھی تحریر کیا ہے کہ ”اور تیسرا نظریہ، یہ ہے کہ کوثر سے مراد آپ (علیہا السلام) کی اولاد ہے... کیونکہ یہ سورہ اس شخص کے جواب میں نازل ہوا ہے جس نے آپ (ص) کو بے اولاد ہونے کا طعنہ دیا تھا لہذا اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کو ایسی نسل عطا گئی ہے جو ہمیشہ باقی رہے گی (اسکے بعد کہتے ہیں) چنانچہ آپ خود دیکھ سکتے ہیں کہ اہل بیت (علیہم السلام) کا کس طرح قتل عام کیا گیا ہے؟ پھر بھی دنیا ان سے بھری ہوئی ہے جب کہ بنی امیہ کا کوئی نام لینے والا بھی نہیں ہے نیز آپ یہ بھی دیکھئے کہ ان کے درمیان کتنے بڑے بڑے اور اکابر علماء گذرے ہیں جیسے (امام محمد) باقر (امام جعفر) صادق (امام موسیٰ) کاظم (امام علی) رضا علیہم السلام اور نفس زکیہ و غیرہ۔

جس طرح ایہ مباہلہ دلیل ہے کہ امام حسن و حسین (علیہما السلام) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بیٹے ہیں اسی طرح اس بارے میں انحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی متعدد حدیثیں بھی موجود ہیں کہ خداوند عالم نے ہر نبی کی ذریت اسکے صلب میں رکھی ہے اور ختمی مرتبت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نسل کو حضرت علی (علیہ السلام) کے صلب میں قرار دیا ہے نیز صحاح میں پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ آپ نے امام حسن (علیہ السلام) کے بارے میں یہ فرمایا تھا: میرا یہ بیٹا سید و سردار ہے اور اللہ عنقریب اس کے ذریعہ دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے۔

۲- فاطمہ زہرا (علیہا السلام) سورہ دھرمیں

ایک روز امام حسن (علیہ السلام) اور امام حسین (علیہ السلام) مریض ہوئے اور رسول اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کچھ لوگوں کے ساتھ ان کی عیادت کرنے گئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اے علی (علیہ السلام) تم اپنے ان دونوں بیٹوں کی شفا کے لئے کچھ نذر کر لو! چنانچہ حضرت علی (علیہ السلام) و فاطمہ (علیہا السلام) اور آپ (علیہا السلام) کی کنیز فضہ نے یہ نذر کی کہ اگر یہ دونوں شفا یاب ہو گئے تو ہم تین روزے رکھیں گے چنانچہ دونوں شہزادے بالکل شفا یاب ہو گئے گھر میں کچھ نہیں تھا حضرت علی (علیہ السلام)، شمعون یہودی سے تین صاع (سیر) جو ادھار لیکر آئے جن میں سے شہزادی کائنات (علیہا السلام) نے ایک سیر جو کا اٹا پیس کر اسی کی پانچ روٹیاں بنالیں اور سب لوگ انہیں اپنے سامنے رکھ کر افطار کرنے بیٹھ گئے کہ اسی وقت ایک سائل نے اکر سوال کیا: اے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اہل بیت (علیہم السلام) آپ حضرات کی خدمت میں سلام عرض ہے، میں مسلمان مسکینوں میں سے ایک مسکین ہوں مجھے کھانا عطا فرما دیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کے کھانوں سے سیر و سیراب فرمائے: سب نے ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی تمام روٹیاں سائل کو دے دیں اور پانی کے علاوہ کچھ نہیں چکھا اور صبح کو پھر روزہ رکھ لیا شام کو جب روزہ کھولنے کے لئے بیٹھے تو ایک یتیم نے اکر سوال کر لیا اور انہوں نے اس یتیم کو اپنا کھانا دیدیا تیسرے دن ایک اسیر اگیا اور اس دن بھی گذشتہ واقعہ پیش آیا صبح کو حضرت علی (علیہ السلام) امام

حسن(علیہ السلام) اور امام حسین(علیہ السلام) کا ہاتھ پکڑ کر رسول اکرم(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں لے گئے جب ان پر انحضرت(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نظر پڑی تو دیکھا کہ وہ بھوک کی شدت سے لرز رہے ہیں آپ(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میرے لئے یہ کتنی تکلیف دہ بات ہے یہ تمہاری کیا حالت ہے؟

پھر آپ(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے ساتھ جناب فاطمہ(س) کے گھر تشریف لے گئے تو کیا دیکھا کہ شہزادی(علیہا السلام) کائنات محراب میں مشغول عبادت ہیں اور ان کا پیٹ کمر سے ملا ہوا ہے اور انکھیں اندر دھنس چکی تھیں یہ دیکھ کر آپ کو مزید تکلیف ہوئی تب جناب جبرئیل آپ کی خدمت میں نازل ہوئے اور کہا: اے محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کو مبارک ہو یہ لیجئے خداوند عالم نے آپ کو آپ کے اہل بیت(علیہم السلام) کے بارے میں مبارکباد پیش کی ہے، پھر انہوں نے اس سورہ کی تلاوت فرمائی۔ مختصر یہ کہ شہزادی کائنات(علیہا السلام) ان لوگوں میں شامل ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ گواہی دی ہے کہ آپ ان نیک لوگوں میں سے ہیں جو اس جام شربت سے سیراب ہوں گے جس میں کافور کی امیزش ہوگی یہی وہ حضرات ہیں جو آپنی نذر کو پورا کرتے ہیں اور اس دن کے شر سے خائف رہتے ہیں جس کا شر ہر ایک کو آپنی لپیٹ میں لے لے گا اور یہی وہ حضرات ہیں جو کھا نے کی ضرورت ہونے کے باوجود اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں چاہے اسکی وجہ سے انہیں دشواریوں کا سامنا ہی کیوں نہ کرنا پڑے اور وہ صرف خدا کی مرضی اور خوشی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں اور ان سے کسی قسم کے شکریہ اور بدلہ کے خواہشمند نہیں رہتے یہی وہ حضرات ہیں جنہوں نے خدا کے لئے صبر و تحمل سے کام لیا ہے ... اور انہی کو خداوند عالم اس بد ترین دن کے شر سے محفوظ رکھا ہے ... اور ان کے صبر و تحمل کے انعام میں انہیں جنت و حریر سے نوازا ہے۔

۳- فاطمہ زہرا(علیہا السلام) ایت تطہیر میں

ایہ تطہیر رسول خدا(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اس وقت نازل ہوئی جب آپ جناب ام سلمہ(رض) کے گھر میں تشریف فرما تھے اور آپ نے اپنے دونوں نواسوں حسن(علیہ السلام) و حسین(علیہ السلام) اور ان کے والد اور والدہ گرامی کو اپنے پاس بٹھا کر اپنے اور ان کے اوپر ایک چادر ڈال دی تاکہ آپ کی ازواج اور دوسرے لوگ ان سے بالکل علیحدہ ہو جائیں تو یہ ایت نازل ہوئی:

<إِنَّمَا يَرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا>

اے اہل بیت(علیہم السلام) اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ تم سے رجس اور گندگی کو دور رکھے اور تمہیں اسی طرح پاک رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

یہ حضرات ابھی اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ پیغمبر(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ چادر سے اپنے ہاتھ باہر نکال کر اسمان کی طرف بلند کئے اور یہ دعا فرمائی:

”اللَّهُمَّ هَوِّاهُ أَهْلَ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمْ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا“۔

بارالہا! یہ میرے اہل بیت ہیں لہذا تو ان سے رجس کو دور رکھنا اور انہیں پاک و پاکیزہ رکھنا۔

آپ بار بار یہی دہرا رہے تھے اور جناب ام سلمہ یہ منظر آپنی انکھوں سے دیکھ رہی تھیں اور انحضرت(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آواز بھی سن رہی تھیں اسی لئے وہ بھی یہ کہتی ہوئی چادر کی طرف بڑھیں: اے اللہ کے رسول میں بھی آپ حضرات کے ساتھ ہوں؟ تو آپ نے ان کے ہاتھ سے چادر کا گوشہ آپنی طرف کھینچتے ہوئے

فرمایا: نہیں تم خیر پر ہو؟

ایت نازل ہونے کے بعد رسول اسلام (ص) کا مسلسل یہ دستور تھا کہ آپ جب بھی صبح کی نماز پڑھنے
ے لئے اپنے گھر سے نکلتے تھے تو شہزادی (علیہا السلام) کائنات کے دروازہ پر آکر یہ فرماتے تھے:

”الصلاة يا أهل البيت إنّما يريد الله ليذهب عنكم الرجس ويطهركم تطهيراً“

نماز! اے اہل بیت! بیشک اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ تم سے ہر رجس اور برائی کو دور رکھے اور تمہیں پاک و پاکیزہ
رکھے۔

آپ کی یہ سیرت چھ یا اٹھ مہینے تک جاری رہی۔

یہ ایت گناہوں سے اہلیت (علیہم السلام) کے معصوم ہونے کی بھی دلیل ہے کیونکہ رجس گناہ کو کھا جاتا ہے
اور ایت کے شروع میں کلمہ ” إنّما “ آیا ہے جو حصر پر دلالت کرتا ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ ان کے بارے میں
اللہ کا بس یہ ارادہ ہے کہ ان سے گناہوں کو دور رکھے اور انہیں پاک و پاکیزہ رکھے اور یہی حقیقی اور واقعی
عصمت ہے جیسا کہ نبہانی نے تفسیر طبری سے ایت کے یہی معنی وضاحت کے ساتھ بیان کئے ہیں۔

۴- مودت زہرا (علیہا السلام) اجر رسالت

جناب جابر نے روایت کی ہے کہ ایک دیہاتی عرب رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر
ہوا اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے مسلمان بنادیجئے آپ نے فرمایا: یہ گواہی دو:

”لا اله الا لله وحده لا شریک له وان محمداً عبده ورسوله“۔

”اللہ کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے، وہ لا شریک ہے اور محمد اس کے بندہ اور رسول ہیں۔“

اس نے کہا آپ مجھ سے کوئی اجرت طلب کریں گے؟

فرمایا: نہیں صرف قرابتداروں کی محبت، اس نے کہا میرے قرابتداروں یا آپ کے قرابتداروں کی؟ فرمایا میرے
قرابتداروں کی وہ بولا میں آپ کی بیعت کرتا ہوں لہذا جو شخص بھی آپ اور آپ کے قرابتداروں سے محبت نہ
کرے اس پر خدا کی لعنت ہو، آپ نے فرمایا امین۔

مجاہد نے اس کی یہ تفسیر کی ہے کہ اس مودت سے آپ کی پیروی آپ کی رسالت کی تصدیق اور آپ کے
اعزاء سے صلہ رحم کرنا مراد ہے جب کہ ابن عباس نے اس کی یہ تفسیر کی ہے کہ:

آپ کی قرابتداری کا خیال رکھ کر اس کی حفاظت کی جائے۔

زمخشری نے ذکر کیا ہے کہ جب یہ ایت نازل ہوئی اسی وقت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہ سوال
کیا گیا: اے اللہ کے رسول آپ کے وہ قرابت دار کون ہیں جن کی محبت ہمارے اوپر واجب کی گئی ہے؟ آپ نے
فرمایا: علی (علیہ السلام) فاطمہ سلام اللہ علیہا اور ان کے دونوں بیٹے۔

۵- فاطمہ زہرا (علیہا السلام) ایہ مباہلہ میں

تمام اہل قبلہ حتی کہ خوارج کا بھی اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے
مباہلہ کے لئے عورتوں کی جگہ صرف آپنی پارہ جگر جناب فاطمہ زہرا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اور بیٹوں

میں اپنے دونوں نواسوں امام حسن (علیہم السلام) اور امام حسین (علیہم السلام) کو اور نفسوں میں صرف حضرت علی علیہ السلام کو ساتھ لیا جو آپ کے لئے ویسے ہی تھے جیسے موسیٰ کے لئے ہارون اور عیسائیوں سے مباہلہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے اور صرف یہی حضرات اس ایت کے مصداق ہیں اور یہ ایک ایسی واضح و اشکار چیز ہے جس کا انکار کسی کے لئے ممکن نہیں ہے اور اس فضیلت میں کوئی بھی آپ حضرات کا شریک نہیں ہے اور جو شخص بھی تاریخ مسلمین کی ورق گردانی کرے گا اسے روز روشن کی طرح یہی نظر آئے گا کہ یہ ایت ان ہی سے مخصوص ہے اور ان کے علاوہ کسی اور کے لئے نازل نہیں ہوئی ہے۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان حضرات کو اپنے ساتھ لے کر عیسائیوں سے مباہلہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے اور آپ نے ان پر فتح حاصل کی، اس وقت امہات المومنین (ازواج نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)) سب کی سب اپنے گھروں پر موجود تھیں مگر آپ نے ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں بلایا اور نہ ہی اپنی پھوپھی جناب صفیہ اور اپنی چچازاد بہن جناب ام ہانی کو ساتھ لیا اور نہ ہی خلفائے ثلاثہ کی ازواج یا انصار و مہاجرین کی عورتوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ لے گئے۔

اسی طرح آپ نے جوانان جنت کے دونوں سردار و بیعتی (امام حسن اور امام حسین (علیہم السلام)) کے ساتھ بنی ہاشم یا صحابہ کے کسی بچہ اور جوان کو نہیں بلایا اور نہ ہی حضرت علی (علیہ السلام) کے علاوہ اپنے اعزاء و اقرباء اور ابتدائی اور قدیم مسلمانوں اور اصحاب میں سے کسی کو دعوت دی اور جب ان چاروں حضرات کو لے کر آپ باہر نکلے تو آپ کالے بالوں والی چادر اوڑھے ہوئے تھے جیسا کہ امام فخر رازی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ امام حسین (علیہ السلام) آپ کی اغوش میں اور امام حسن (علیہ السلام) آپ کی انگلی پکڑے ہوئے تھے جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) آپ کے پیچھے اور ان کے بعد حضرت علی (علیہ السلام) چلے ارہے تھے اور انحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان سے یہ فرما رہے تھے: جب میں دعا کروں تو تم لوگ امین کہنا، اُدھر اسقف نجران نے کہا: اے میرے عیسائی بھائیو! میں ان چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ خدا سے پہاڑ کو اس کی جگہ سے ہٹانے کی دعا کر دیں تو وہ اسے وہاں سے، ہٹا دے گا لہذا ان سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ مارے جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کسی عیسائی کا نام و نشان باقی نہیں رہ جائے گا۔ فخر رازی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: یہ ایت دلیل ہے کہ حسن (علیہ السلام) اور حسین (علیہ السلام) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فرزند ہیں کیونکہ آپ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنے بیٹوں کو لے کر آئیں گے اور آپ حسن و حسین (علیہم السلام) کو ساتھ لائے تھے لہذا ان دونوں کا فرزند رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہونا بالکل طے شدہ بات ہے۔

شہزادی ُ کائنات سلام اللہ علیہا سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نگاہ میں! رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہے:

> اَنَّ اللّٰهَ لَيَغْضَبُ لَغَضْبِ فَاطِمَةَ، وَ يَرْضٰى لِرِضَاهَا <

بیشک اللہ تعالیٰ فاطمہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ناراضگی سے ناراض اور ان کے خوش ہو جانے سے راضی ہو جاتا ہے۔

> فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي؛ مَنْ آذَاهَا فَقَدْ آذَانِي، وَ مَنْ أَحَبَّهَا فَقَدْ أَحَبَّنِي <

فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اسے تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف دی ہے اور جس نے اس سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی ہے۔

> فَاطِمَةُ قَلْبِي وَ رُوحِي التِّي هِيَ جَنَّتِي < فاطمہ میرا دل اور میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان موجود میری روح

ہے۔

>فاطمہ سیدۃ النساء العالمین< فاطمہ عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں۔

اس قسم کی شہادتیں کتب حدیث وسیرت میں رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کثرت کے ساتھ مروی ہیں اور جو آپنی خواہش سے کوئی کلام ہی نہیں کرتے تھے نیز رشتہ داری یا دوسرے وجوہات سے بالکل متاثر نہیں ہوتے تھے اور خدا کی راہ میں آپ کو کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کوئی پروا نہیں تھی۔ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے کو اسلام کی تبلیغ کے لئے بالکل وقف کر رکھا تھا اور آپ کی سیرت تمام لوگوں کے لئے نمونہ عمل تھی، مختصر یہ کہ آپ کے دل کی دھڑکن، انکھوں کی جنبش، ہاتھ پیر کی نقل و حرکت اور آپ کے افکار کی شعاعیں قول، فعل اور تقریر (یعنی آپ کی سنت) بلکہ آپ کا پورا وجود ہی دین کی علامت، شریعت کا سر چشمہ، ہدایت کا چراغ اور نجات کا وسیلہ بن گیا۔

جتنا زمانہ گذرتا جا رہا ہے اور اسلامی سماج جتنی ترقی کر رہا ہے اتنا ہی ان سے ہماری محبتوں میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے یا جب بھی ہم آنحضرت کے کلام میں اسلام کے اس بنیادی نکتہ کو دیکھتے ہیں کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے یہ فرمایا تھا: ”یا فاطمة إعملی لنفسک فائی لا اغنی عنک من اللہ شیئاً“ اے فاطمہ (علیہا السلام) آپ نے عمل کرو کیونکہ میں خدا کی طرف سے تمہارے لئے کسی چیز کا ذمہ دار نہیں بن سکتا ہوں (یعنی ہر شخص اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے)۔

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: <کمل من الرجال کثیر، و لم یکمل من النساء الا مریم بنت عمران، و آسیة بنت مزاحم امرأة فرعون، و خدیجة بنت خویلد و فاطمة بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)> کامل مرد تو بہت سارے ہیں مگر کامل عورتیں مریم بنت عمران، فرعون کی زوجہ آسیہ بنت مزاحم، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ نیز آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

>انما فاطمة شجنة منی، یقبضنی ما یقبضها، و یبسطنی ما یبسطها۔ و ان الأنساب یوم القيامة تنقطع غیر نسبی و سببی و صہری۔۔۔<

فاطمہ میری ایک شاخ ہے اور جو چیز اسے خوش کرتی ہے اسی سے مجھے بھی خوشی ہوتی ہے اور قیامت کے دن میرے نسب و سبب اور دامادی کے علاوہ تمام نسب ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے۔ ایک دن پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جناب فاطمہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ہاتھ پکڑے ہوئے نکلے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: <من عرف هذه فقد عرفها، و من لم یعرفها فهي فاطمة بنت محمد، وهي بضعة منی، وهي قلہی الذی بین جنہی؛ فمن آذاها فقد آذانی، و من آذانی فقد آذی اللہ > جو اسے جانتا ہے وہ تو اسے جانتا ہی ہے اور جو نہیں جانتا وہ اسے پہچان لے کہ یہ فاطمہ بنت محمد ہے اور یہ میرا ٹکڑا ہے اور یہ میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان دھڑکنے والا میرا دل ہے لہذا جس نے اسے ستایا اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ کو تکلیف دی ہے۔

نیز فرمایا: <فاطمہ اعز البریة علی>

فاطمہ (سلام اللہ علیہا) تمام مخلوقات میں مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔ آپ کی عصمت کی طرف موجود ان اشاروں کے بعد ہمارے لئے ان احادیث کی تفسیر کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے بلکہ یہ احادیث تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عصمت کے ساتھ اس بات کی شاہد ہیں کہ آپ صرف خدا کے لئے ناراض ہوتی ہیں اور خدا کے لئے راضی اور خوش ہوتی ہیں۔

فاطمہ زہرا(علیہم السلام) ائمہ،صحابہ اور مورخین کے اقوال کی روشنی میں امام زین العابدین(علیہم السلام) نے فرمایا ہے: ”لم یولد لرسول اللہ(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) من خدیجة علی فطرة الاسلام الا فاطمة“ اعلان اسلام کے بعد جناب فاطمہ(سلام اللہ علیہا) کے علاوہ جناب خدیجہ(علیہا السلام) سے رسول اکرم کی کوئی اور اولاد نہیں ہوئی۔

امام محمد باقر سے منقول ہے:

<و اللہ لقد فطمہا اللہ تبارک و تعالیٰ بالعلم >

خدا کی قسم اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ کو علم سے سیر و سیراب فرمایا ہے۔

امام جعفر صادق سے منقول ہے:

<انہا سُمِّیَتْ فاطمة لانّ الخلق فَطَمُوا عَنْ مَعْرِفَتِہَا>

آپ کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا ہے کیونکہ مخلوقات کو آپ کی معرفت سے عاجز رکھا گیا ہے۔

ابن عباس سے منقول ہے ایک دن رسول اکرم(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف فرماتھے اور آپ کے پاس علی(علیہ السلام)،فاطمہ اور حسن(علیہ السلام) و حسین(علیہ السلام) بھی موجود تھے،تو آپ نے ارشاد فرمایا:

<اللّٰہم انّک تعلم انّ ہو لاء اہل بیٹی و اکرم الناس علی؛ فاحب من احبہم و ابغض من ابغضہم، و و آل من والاہم و عاد من عادہم، و ا عن من اعانہم، و اجعلہم مطہرین من کل رجس، معصومین من کل ذنب و ایدہم بروح القدس منک>

پروردگارا تو بہتر جانتا ہے یہ میرے اہل بیت ہیں اور میرے اوپر ہر ایک سے زیادہ کریم و مہربان ہیں لہذا جو ان سے محبت رکھے اس سے محبت رکھنا اور جو ان سے بغض رکھے اس سے بغض رکھنا جو ان کا چاہنے والا ہو اس سے دوستی رکھنا اور جو ان کا دشمن ہو اس سے دشمنی رکھنا جو ان کی نصرت کرے اس کی مدد فرما نا اور انہیں ہر برائی اور گندگی سے طیب و طاهر اور ہر گناہ سے محفوظ رکھنا اور روح القدس کے ذریعہ ان کی تائید فرمانا۔

جناب ام سلمہ سے یہ روایت ہے:کہ انہوں نے کہا فاطمہ(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بنت رسول اللہ،آپ(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے شکل و صورت میں سب سے زیادہ مشابہ تھیں۔

ام المومنین عائشہ نے کہا ہے:میں نے فاطمہ(سلام اللہ علیہا) کے بابا کے علاوہ کسی کو ان سے زیادہ زبان کا سچانہیں پایا سوائے ان کی اولادکے! اور جب وہ رسول خدا(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں پہو نچتی تھیں تو آپ ان کے احترام میں کھڑے ہو جاتے تھے ان کو بوسہ دیتے خوش آمدید کہتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنی جگہ بٹھاتے تھے اسی طرح جب نبی کریم(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے پاس تشریف لاتے تھے تو وہ اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر ان کو بوسہ دیتی تھیں اور ان کا کاندھا پکڑ کر اپنی جگہ بٹھاتی تھیں اور پیغمبر اکرم(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مسلسل انہیں اپنے اسرار(راز) بتاتے رہتے تھے اور اپنے کاموں میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔

حسن بصری سے منقول ہے:اس امت میں فاطمہ(سلام اللہ علیہا) سے بڑا کوئی عابد نہیں آپ اتنی نمازیں

پڑھتی تھیں کہ آپ کے دونوں پیروں پر ورم اجاتا۔

ایک روز عبد اللہ بن حسن، اموی خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے پاس گئے اس وقت اگر چہ وہ بالکل نو عمر تھے مگر اتنے پر وقار تھے کہ عمر بن عبد العزیز اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا اور اس نے اگے بڑھ کر آپ کا استقبال کیا اور

آپ کی ضروریات پوری کرنے کے بعد آپ کے پیٹ پر اتنی زور سے چٹکی لی کہ وہ درد سے چنچ پڑے پھر ان سے کہا: اسے شفاعت کے وقت یاد رکھنا جب وہ واپس چلے گئے

تو اس کے حوالی موالیوں نے اس کی مذمت کرتے ہوئے کہا ایک نو عمر بچہ کا اتنا احترام کیوں؟ تو اس نے جواب دیا: مجھ سے ایسے قابل اعتماد اور ثقہ شخص نے نقل کیا ہے جیسے میں نے خود اپنے کانوں سے رسول کی بابرکت زبان سے یہ جملے سنے ہوں کہ آپ نے فرمایا: فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس سے وہ خوشی ہوتی ہے اسی سے مجھے بھی خوش ہوتی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ اگر جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) زندہ ہوتیں تو ان کے بیٹے کے ساتھ میں نے جو یہ نیک برتاؤ کیا ہے وہ اس سے ضرور خوش ہوتیں پھر انہوں نے پوچھا کہ مگر یہ چٹکی لینے اور یہ سب کہنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس نے کہا: بنی ہاشم میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کو حق شفاعت حاصل نہ ہو لہذا میری یہ ارزو ہے کہ مجھے ان کی شفاعت نصیب ہو جائے۔

ابن صباغ مالکی نے کہا ہے: یہ اس شخصیت کی ہیٹی ہیں جن پر ”سبحان اللہی اُسرئ“ (پاک و پاکیزہ ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا)، نازل ہوئی سورج اور چاند کی نظیر خیر البشر کی ہیٹی، دنیا میں پاک و پاکیزہ پیدا ہونے والی، اور محکم و استوار اہل نظر کے اجماع کے مطابق سیدہ و سردار ہیں۔

حافظ ابو نعیم اصفہانی نے آپ کے بارے میں یہ کہا ہے: چنتہ عابدوں اور زاہدوں میں سے ایک، متقین کے درمیان منتخب شدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، سیدہ، بتول، رسول سے مشابہ اور ان کا ٹکڑا۔ -- آپ دنیا اور اسکی رنگینوں سے کنارہ کش اور دنیا کی برائیوں کی پستیوں اور اس کی افتوں سے اچھی طرح واقف تھیں۔ ابو الحدید معتزلی یوں رقمطراز ہیں: رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جناب فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) کا اتنا زیادہ احترام کیا ہے جس کے بارے میں لوگ گمان بھی نہیں کر سکتے ہیں، حتیٰ کہ آپ اس کی بنا پر باپ اور اولاد کی محبت سے بھی بلندتر مرتبہ پر پہنچ گئے اسی وجہ سے آپ نے نجی نشستوں اور عام محفلوں میں ایک دوبار نہیں بلکہ بار بار فرمایا اور ایک جگہ نہیں بلکہ متعدد جگہوں پر یہ ارشاد فرمایا: >اَئْهَا سَيِّدَةُ نَسَاءِ الْعَالَمِينَ، وَ اَئْهَا عَدِيلَةُ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ، وَ اَئْهَا اِذَا مَرَّتْ فِي الْمَوْقِفِ نَادَى مُنَادٌ مِنْ جِهَةِ الْعَرْشِ: يَا اَهْلَ الْمَوْقِفِ! غَضُّوا اَبْصَارَكُمْ؛ لَتَعْبُرَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ<

یہ عالمین کی عورتوں کی سید و سردار ہے یہ مریم بنت عمران کی ہم پلہ ہے اور جب روز قیامت میدان محشر سے ان کا گذر ہوگا تو عرش کی طرف سے ایک منادی یہ اواز دے گا: اہل محشر آپنی نظریں جھکا لو تاکہ فاطمہ (سلام اللہ علیہا) بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گذر جائیں، یہ صحیح احادیث میں سے ہے اور ضعیف حدیثوں میں نہیں ہے اور ایک دوبار نہیں بلکہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نہ جانے کتنی بار یہ ارشاد فرمایا: >يُؤْذِنِي مَا يُؤْذِيهَا، يَغْضِبُنِي مَا يَغْضِبُهَا، وَ اَئْهَا بَضْعَةُ مَتْنِي؛ يَرِيْبُنِي مَا رَابَهَا< جس بات سے اسے تکلیف پہنچتی ہے اس سے مجھے بھی تکلیف پہنچتی ہے اور جس بات سے اسے غصہ اٹا ہے اسی سے میں بھی غصہ (ناراض) ہوجاتا ہوں اور وہ تو میرا ٹکڑا ہے۔

موجودہ دور کے مورخ ڈاکٹر علی حسن ابراہیم نے لکھا ہے: جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی زندگی، تاریخ کا وہ نمایاں ورق ہے جسمیں عظمت کے مختلف رنگ بھرے ہوئے ہیں اور آپ بلقیس یا کلوپطرہ کی طرح نہیں تھیں جن کی عظمت و منزلت کاکل دار مدار ان کے بڑے تخت (بے پناہ دولت و ثروت اور لاجواب حسن و جمال پر تھا اور نہ ہی آپ عائشہ کی طرح تھیں جنہوں نے لشکر کشی اور مردوں کی قیادت کی وجہ سے شہرت حاصل کی بلکہ ہم ایک ایسی شخصیت کی بارگاہ میں حاضر ہیں جن کی حکمت و جلالت کی چھاپ پوری دنیا میں ہر جگہ دکھائی دیتی ہے ایسی حکمت جسکا سر چشمہ اور ماخذ علماء اور فلاسفہ کی کتابیں نہیں ہیں بلکہ یہ

وہ تجربات روزگار ہیں جو زمانہ کی الٹ پہیر اور حادثات سے بھرے پڑے ہیں نیز آپ کی جلالت ایسی ہے جسکی پشت پر کسی طرح کی ثروت و دولت اور حکومت کا ہاتھ نہیں ہے بلکہ یہ آپ کے نفس کی پختگی کا کرشمہ ہے۔